قندِ مکرر — امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ

ابوالکلامیات

''ترجمان القرآن'' مولانا ابوالکلام آزادؒ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ دل نے چاہا کہ یہ اقتباس آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ''الحق'' میں شائع فرمادیں۔ اسلامی قوانین کی تدوین کی حاضرہ کدو کاوش میں شاید مہمیز کا کام دے سکے۔ (ڈاکٹر شیر بہادر خان صاحبؒ پنی)

سورہ توبہ کی تفسیر میں زیر عنوان ''شرح اتخاذ ارباباً من دون الله تحریر فرماتے ہیں۔

سادساً۔ دینی پیشوا، اچھے انسان ہونے کی جگہ بے پناہ دیوتا بن گئے۔ اور ان کی ساری باتوں نے تقدیس کا جامہ پہن لیا کیونکہ جب انہیں اپنے پیروں کے لئے حکم وتشریح کی غیر مشروط طاقت مل گئی۔ یک قلم غیر مسئول ہو گئے تو پھر نفس انسانی کی شرارتیں ان سے جو کچھ بھی کرائیں کم ہے۔

یورپ کے اس عہد کی تاریخ پر نظر ڈالو جسے مورخ ازمنہ وسطی کے نام سے پکارتے ہیں بلکہ اس عہد کی بھی جو نشاۃ ثانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ تمہیں ان حتائج کی ساری نظریں اور مثالیں قدم قدم پر ملنے لگیں گی۔ صرف پوپ کے منصب کی نسلاً بعد نسل تاریخ میں دیکھ لی جائے۔ اس کے لئے کفایت کرے گی۔

قرآن نے جس وقت یہ صدا بلند کی عیسائی دنیا طیار نہ تھی کہ اس کا جواب دیتی۔ بالآخر اس سے اعراض نہ کر سکی اس وقت تو قرآن کی اس دعوت حق کو عیسائیوں نے نہیں سمجھا لیکن یہ تخم ریزی برگ وبار لائے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ صلیبی لڑائیوں میں جب یورپ کے عیسائیوں کو مسلمانوں سے ملنے اور اسلام کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو اس کے اثرات کام کرنے لگے۔ اور بالآخر لوتھر نے اصلاح کنیسہ کی دعوت بلند کی۔ لوتھر اور کلیسا میں بناء نزاع یہ تھی کہ حق کا معیار کیا ہے؟ کتاب اللہ یا پوپ کا اجتہاد؟ اور خدا کی کتاب اس لئے ہے کہ پڑھی جائے اور سمجھی جائے یا اس لئے کہ سب کچھ پوپ پر چھوڑ دیا جائے؟ نزاع کی ابتداء نجات کے مسئلے سے ہوئی تھی یعنی نجات کا دارومدار ایمان پر ہے یا پوپ کی سند مغفرت پر؟ ظاہر ہے کہ یہ حرف بہ حرف اسی صدائے برحق کی بازگشت تھی کہ اتخذوا احبار هم ورهبا نهم ارباباً من دون الله۔

آج یہ واقعہ دنیا کی تاریخی حقائق میں سے سمجھا جاتا ہے کہ یورپ کی تمام ذہنی اور عملی ترقیوں کا دور اصلاح کنیسہ کی دعوت سے شروع ہوا۔ یہ سچ ہے لیکن اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ اصلاح کنیسہ کی بنیاد اس دن پڑی تھی جس دن اللہ کے رسول ﷺ نے نجران کے بشپ کو یہ دعوت تھی۔

یا اهل الکتاب تعالو الی کلمة سواءٍ بیننا و بینکم ، الا نعبد الا لله ولا نشر ک به شیاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله (۳: ۲۴)

اور پھر اس دن جس دن سورہ برأت کی یہ آیت نازل ہوئی (لوتھر پر پوپ کی طرف سے جو الزام لگائے گئے تھے۔ ان میں ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ اسلام کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ قرآن کے مطالعہ سے اس کی یہ گمراہی پیدا ہوئی۔ ایڈورڈ ہسٹری آف دی رفارم۔ باب سوم)

اگر چھٹی صدی کے عیسائی جہل و تعصب نے اس دعوت سے انکار نہ کیا ہوتا تو وہ تمام تاریک صدیاں ظہور میں نہ آتیں۔ جن کی وحشت انگیز سرگذشتیں تاریخ کو قلم بند کرنی پڑیں۔ اور ازمنہ مظلمہ کے نام سے پکاری گئیں۔ اور یقیناً یورپ کے علم و عقلیت کے تاریخ چودھویں سدی کی جگہ ساتویں صدی سے شروع ہو جاتی۔

یہ سرگذشت تو عیسائی دنیا کی ہے۔ جسے اس دعوت حق نے مخاطب کیا تھا۔ لیکن خود مسلمانوں کا کیا حال ہوا جنہیں اس دعوت کی تبلیغ سپرد کی گئی تھی؟ افسوس کہ وہ خود بھی اس گمراہی سے بچ نہ سکے اور انہوں نے تشریع دینی کا حق کتاب و سنت کی جگہ انسانوں کی رایوں کے حوالے کر دیا۔ اعتقاداً نہیں عملاً۔ اور سوال یہاں عمل ہی کا ہے۔ نہ کہ اعتقاد کا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام مفاسد ظہور میں آ گئے جن کا دروازہ قرآن نے بند کرنا چاہا تھا اور سب سے بڑا فساد یہ پیدا ہوا کہ صدیوں نے ان کی عقلی ترقی یک قلم رک گئی۔ اور تقلید نے علم و بصیرت کی راہوں سے ان کو دور کر دیا۔ حتیٰ کہ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کی معاشرتی و اجتماعی زندگی ہو رہی ہے کیونکہ اس کی ضرورتوں کے مطابق احکام فقہ نہیں ملتے اور شریعت فقہ کے مذاہب مدّونہ ہی میں منحصر سمجھ لیا گیا ہے۔

دوسری طرف تمام اسلامی حکومتوں نے قوانین شرع پر عملدر آمد ترک کر دیا ہے اور اس کی جگہ یورپ کے دیوانی، فوجداری قوانین اختیار کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ دفاتر وقت کے انتظامی و معاشرتی مقتضیات کا ساتھ نہیں دے سکتے اور کوئی نہیں جو انہیں یہ بتائے کہ اللہ کی شریعت کا دامن اس نقص سے پاک ہے۔ اور اگر وہ کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے تو انہیں اس زمانے کے لئے بھی ویسے ہی اصلح و اوفق قوانین مل جاتے جس طرح پچھلے عہدوں کے لئے مل چکے ہیں۔ **فیا لله وللمسلمین هذه الفاقرة التی هی اعظم فوا قر الدین الرزیة التی ما رزی بمثلها سبیل المومنین .**